خلافت کی جوبلی!

یہ نظم عزیزہ امۃ الرشید بنت مرزا عبد الحمید کارکن بیت المال نے ۲۴ر جولائی کو عورتوں کے جلسہ میں نہایت معصومانہ انداز میں خوش الحانی اور صحیح تلفظ سے پڑھ کر سنائی۔ امید ہے کہ یہ نظم اپنے پیارے طرز کلام کی وجہ سے ہمارے بچوں کے زبان زد ہو جائیگی۔ اور گھر گھر پڑھی جائے گی۔ ایڈیٹر

خلیفہ ہمارا جو فضل عمر ہے
مسیح محمد نے فرما دیا تھا
بڑا صاحب شان و شوکت وہ ہو گا
زمیں کے کناروں تلک اسکی شہرت
قبا، خلافت سے ملبوس ہو گا
وہ موعود بیٹا نشاں ہے خدا کا
مبارک زمانہ ہے اس باخدا کا

الٰہی کتابوں میں اُس کی خبر ہے
ہمیں اسکا رتبہ بھی بتلا دیا تھا
اولوالعزم ذی جاہ دولت وہ ہو گا
پہنچ جائیگی یعنی تبلیغ و دعوت
جو منکر ہے وہ سخت منحوس ہو گا
وہ ہادی ہے اُمت کی راہ ہدیٰ کا
یہ ہے فضل مولائے ارض و سما کا

مبارک جو بیعت میں اُسکی ہے داخل
مبارک کہ پچیس ۲۵ سالوں سے قائم
منائینگے ہم جوبلی سب خوشی سے
جو موجود ہے مال قرباں کریں گے
فدا جان بھی اپنی کردیں تو کیا ہے
کہ اسلام کا بول بالا ہو دائم
یہی سب سے مقبول اعلیٰ ہو دائم

کہ ہونگے وہی حضرت حق سے واصل
خلافت ہے فضل الٰہی سے دائم
شریک اُس میں ہونگے جو صدق دلی سے
کہ قدموں میں اسکے یہ سب کچھ دھرینگے
یہی اپنا مقصد یہی مدعا ہے

آشیانہ کبیر لکھنؤ میں تقریب سعید

نہایت خوشی اور مسرت سے یہ خبر لکھی جاتی ہے کہ حضرت مرزا کبیر الدین صاحب کی پوتی عزیزہ رشیدہ بیگم صاحبہ بنت مرزا فسیح الدین صاحب کی تقریب نکاح عمل میں آئی۔ عزیزہ کا نکاح پانچسو روپے مہر پر شیخ عبد الحکیم صاحب ولد شیخ عبد العلیم صاحب ساکن بنارس کے ساتھ سید ارتضیٰ علی صاحب نے پڑھا۔

میرے حضرت مرزا کبیر الدین صاحب کے خاندان سے تعلقات قدیم و شدید چلے آتے ہیں۔ اور ویسے بھی مرزا کبیر الدین صاحب خاص بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے ریل کی ملازمت کے سلسلہ میں ہزارہا بندگان تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا دیا۔ تبلیغ اُن کی غذا ہے۔ اور ذکر حبیب اُن کی زندگی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کتنی دفعہ کسی دوسرے گارڈ کو پانوں وغیرہ کا تحفہ پیش کر کے وہ آمادہ کر لیا کرتے تھے۔ کہ وہ اُن کی جگہ ڈیوٹی پر چلا جائے۔ اور خود بجائے ڈیوٹی پر جانے کے تبلیغ کرنے چلے جاتے۔ مخالف سے مخالف اور دشمن سے دشمن کو پیغام حق پہنچا دیتے کلام میں حد درجہ کی شیرینی اور مٹھاس ٹپکتی۔

مرزا کبیر الدین صاحب اور اُن کے خاندان کا تذکرہ مفصل پھر کسی وقت کرونگا۔ یہاں اسقدر کہنا ہے۔ کہ مرزا صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے عشق ہے۔ اور تبلیغ کا جو شوق ہے اس کی وجہ سے میں ہی نہیں بلکہ ان کو جاننے والے تمام بزرگ عزت و احترام سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی پوتی کے نکاح پر ہم کو بڑی خوشی اور مسرت ہوئی۔

ہماری دعا ہے۔ کہ یہ تعلق بہت با برکت ہو۔ اور اللہ تعالےٰ اُن سے نافع الناس اور با برکت شاخ چلائے۔ آمین۔

میں اس تقریب پر حضرت مرزا صاحب اور اُن کے تمام خاندان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

"محمود احمد عرفانی"

ایک احمدی کی نگاہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی شان

میرے محمودؔ میری روح میری آنکھ کے نور
میرے محبوب، میری جاں، مرے دِل کے سرور

میرے ہادی، میرے محسن، مرے پیارے آقا
میرے دلدار، میرے مرشدِ قدسی و طہور

اے میرے مصلح موعود، میرے نفسِ زکی
اے مرے فخرِ رسل قدرتِ ثانی کے ظہور

اے جگر گوشۂ مہدی، مرے شیخ کامل
میرے احمدؑ کے پسر، عبدِ خدائے غیوّر

واقفِ رسم و رہِ منزلِ میدانِ وفا
ماہرِ فنِ دعا، محرمِ راز و دستور

اے مرے باغ جہاں، زینتِ بزمِ امکاں
صاحبِ عزمِ جہانگیر، علاجِ رنجور

اے کہ تُو مہبطِ انوارِ الٰہی ہے سدا
اے کہ دم سے ترے ہو جاتی ہے ظلمت کافور

ابر گو لاکھ چھپائے رُخِ انور تیرا
تو نہیں رہتا کبھی اہل نظر سے مستور

نورِ ایماں سے چمکتی ہے جبینِ اطہر
جب تری آنکھوں کو آتا ہے نظر جلوۂ طور

اے کہ سینہ میں ترے چشمۂ ایماں ہے رواں
جسکا ہر قطرۂ معانی ہے وفا سے معمور

اسلمؔ خستہ جگر بندۂ بے دام ترا
عرض کرتا ہے بصد عجز و نقا تیرے حضور

المدد! المدد! اے ابنِ مسیحؑ قدنی
اے کہ عالم میں تیرا زور دعا ہے مشہور

یہ دعا کر کہ نہ ہو سست کبھی گام مرا
کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور

اسلم

عبد الخالق مہتہ کی کراچی میں آمد

مشرقِ قریب کے دورے کا ارادہ

کراچی بروز جمعہ

اگلے دن عبد الخالق مہتہ نامی ایک پنجابی سائیکلسٹ نوجوان یہاں پہنچے۔ آپ نارمن کرسچن کالج لاہور کے بی۔ اے کے طالب علم ہیں۔ آپ اتوار کے روز بصرہ جانے کے لئے جہاز پر سوار ہونگے۔ اور وہاں سے مشرقِ قریب کا دورہ سائیکل پر کریں گے جسمیں چار ماہ صرف ہو جائیں گے۔

آپ کا ارادہ ہے کہ ایران۔ عراق۔ شام۔ اور مصر وغیرہ ممالک کی سیر سائیکل پر ہی کریں۔

مہتہ صاحب پنجاب کے بہترین سائیکل چلانے والے ہیں۔ آپ نے اپنے صوبہ میں کئی دوڑیں جیتی ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا آپ نے تین ہزار میٹر کی دوڑ کا ریکارڈ توڑا اور یہ فاصلہ پانچ سیکنڈ کم میں طے کر لیا۔

آپ نے کلکتہ کی آل انڈیا سائیکلنگ چیمپین شپ میں پنجاب کی نمائندگی بھی کی تھی۔

اس سفر کے تعلیمی پہلو کے علاوہ آپ کا ارادہ ہے کہ جن بڑے بڑے شہروں میں سے آپ گذریں گے وہاں کے مشہور سائیکلسٹوں سے آپ مقابلہ بھی کریں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں عراق اور ایران میں انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔

یہ خبر ایک انگریزی اخبار سے ترجمہ کر کے لکھی گئی ہے احباب مہتہ صاحب کی کامیابی اور بخیریت واپسی کیلئے دعا فرمادیں۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ لنڈن کی جمع کردہ روایات

(قسط دوئم)

(۱۱)

دلاور چشمہ ضلع گجرات بتاریخ $\frac{3}{28}$ ۲۱ - بابو برکت علی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ گجرات نے مجھ سے بیان کیا - کہ میں نے حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹی سے دریافت کیا - کہ آپ باوجود اتنے مغلوب الغضب ہونے کے جبکہ آپ کی یہ حالت ہے کہ آپ کسی کی بات بھی نہیں سن سکتے تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیسے مان لیا - تو انہوں نے جواب دیا - کہ آپ نے بات تو معقول کی ہے - میں تو کبھی بھی نہ مانتا - اگر میں ان کے چال چلن سے پوری طرح واقف نہ ہوتا - کیونکہ جبکہ حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم تھے - اور اسوقت آپ عالم شباب میں تھے - تو میں نے اُسوقت آپ کو دیکھا کہ آپ سوائے کچہری کے اوقات کے ہر وقت عبادت میں رہتے تھے - اور کوئی ایک آیت قرآن مجید کی سامنے ٹکا لیتے تھے - میں اکثر آپ کے پاس آیا جایا کرتا تھا - جب آتا تو کوئی نہ کوئی آیت سامنے لکھ کر ٹنگائی ہوتی تھی - آخر میں نے ایک دن دریافت کیا - کہ اس کی کیا وجہ ہے - کہ میں مختلف اوقات میں مختلف آیات کو ٹنگی ہوئی دیکھتا ہوں - ایک وقت میں ایک آیت ہے اور دوسرے وقت میں اس کی جگہ دوسری - یہ کیا تماشہ ہے ؟ آپ نے جواب دیا - کہ تجھے اس سے کیا - میں نے بہت اصرار کیا - اور تنگ کیا - کہ آپ نے تنگ آکر رونا شروع کر دیا - میں نے بہت کہا - کہ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی - جو رونے کا باعث ہو - اس پر بھی آپ کچھ نہ بتاتے تھے - آخر میں نے بہت اصرار کیا - تو آپ نے فرمایا - کہ میں نے دیکھا ہے - کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہزارہا اعتراض ہوا ہے - تو میں نے کہا - کہ کیا ہوا - آپکو اس سے کیا غرض ! اگر دشمنانِ اسلام نے اعتراض کئے ہیں - تو وہ مولوی جانیں - آپ کو اس سے کیا غرض ؟ تو آپ نے فرمایا - کہ میں تو برداشت نہیں کر سکتا - تو میں نے کہا - پھر آپ کیا کرتے ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا - کہ میں وہ آیات جن پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں - اُن میں سے ایک ایک آیت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں - جب تک اس کا جواب نہیں ملتا ، تب تک اسے نہیں چھوڑتا - جب اس کا جواب ملجاتا ہے - تو دوسری آیت لٹکا دیتا ہوں - پس جتنا عرصہ وہ سیالکوٹ میں رہے - اسی طرح کرتے رہے - پھر جب آپ سیالکوٹ سے چلے گئے - اور دعویٰ کیا - تو اس وقت میں نے آپ کو مان لیا - اسلئے کہ آپکی جوانی کی زندگی بالکل پاک تھی - اور قرآن مجید خدا سے سیکھا تھا -

(۱۲)

۱ - آج بتاریخ $\frac{22}{5}$ 15 - دمشق میں سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا - کہ میری والدہ صاحبہ سیدہ بیگم کی بیعت کا باعث یہ ہوا - کہ والد صاحب نے پہلے پوشیدہ طور پر بیعت کی ہوئی تھی - اور کسی کو اپنی بیعت کی خبر نہیں دی - انہی ایام میں - جبکہ وہ بیعت کر کے آئے ہوئے تھے - والدہ صاحبہ مرض سِل سے بیمار تھیں اور پانچ چھ مہینے کے اندر آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی تھی - آخری رات مایوسی کی وہ تھی - جبکہ والد صاحب سیالکوٹ کسی شہادت پر گئے ہوئے تھے - اور والدہ صاحبہ بیماری سے اسقدر لاچار ہوگئیں کہ چارپائی سے اُن کے لئے اٹھنا بھی محال تھا - اور مجھے یاد ہے - کہ ایک رات جبکہ ہم سمجھتے تھے - کہ آج آخری رات ہے - ہم سب بہن بھائی چارپائی کے اردگرد کھڑے رو رہے تھے - جب گیارہ بارہ بجے کے قریب میں سونے کے کمرے میں گیا - تو مجھے یقین تھا کہ صبح والدہ صاحبہ کو زندہ نہیں پائیں گے - جب صبح ہوئی تو میں حضرۃ والدہ صاحبہ کے پاس گیا - تو آپ کو اطمینان کی حالت میں پایا - دیکھ کر ہمیں نہایت ہی تعجب ہوا - کہ وہ بخار ہے نہ کھانسی ہے نہ بلغم ہے - آپنے ہمکو دیکھ کر فرمایا - کہ مجھے یقین ہو گیا ہے - کہ میں صحتیاب ہو جاؤنگی - اور اس بیماری سے فوت نہیں ہونگی - اور اس پر اپنا اس رات کا خواب سنایا - کہ میں نے آج رات حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھا ہے - کہ بہت سی مخلوقات ہے - اور سب طرف لوگ کہ رہے ہیں - کہ حضرت مہدیؑ تشریف لے آئے اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص کثیر التعداد آدمیوں کے ساتھ چلے آ رہے ہیں - اور ان کے اوپر دو شخصوں نے دائیں بائیں سے چتر تانا ہوا ہے - والدہ صاحبہ نے یہ سنکر کہ یہ مہدیؑ ہیں اپنی انگلی سے اُن کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا - اور پھر اس سے آسمان کی طرف اشارہ کیا - کہ اگر آپ مہدی موعود ہیں - تو میرے لئے دعا کریں کہ میں شفا پا جاؤں - اس پر حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک آبخورہ میں پانی دم کر کے ایک چھوٹے سے بچے کے ہاتھ بھیجا اور کہا - کہ یہ پی لو شفا ہو جائیگی - اور یہ شفا اس بات کی علامت ہوگی کہ جسکا انتظار کیا جاتا ہے - وہ آگیا ہے - فرمانے لگے کہ اس خواب کے بعد جب میری آنکھ کھلی ہے - تو تمام بیماری کے آثار میں تخفیف پاتی ہوں - اور اسوقت سے چند ہفتے کے اندر ہی آپ کو شفا ہو گئی - وہ دن جب باہر نکل کر چلی ہیں - ہمارے لئے عید کا دن تھا -

والد صاحب کو جب انہوں نے اپنا خواب سنایا تو والد صاحب نے کہا - کہ وہ مہدی فی الحقیقت آگئے ہیں - اور اُسی وقت ایک رقعہ میں یہ خواب لکھ کر ایک میرے ماموں زاد بھائی کے ہاتھ قادیان کی طرف بھیجدیا - چنانچہ حضور علیہ السلام نے دعا کی - اور والد صاحب کو لکھ بھیجا - کہ میں نے دعا کی ہے - انشاء اللہ شفا ہو جائیگی -

حضرت والدہ صاحبہ نے اس خط میں ہی اپنی بیعت کر لی تھی - شفا ہونے کے بعد خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوبارہ دیکھا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی - اور حضرت ام المومنین کو بھی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنینؓ کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں - کہ یہ مسیح موعودؑ کی بیوی ہے - اپنے گلے سے سونے کا ہار انہیں دیدیں - آپ نے دوسرے دن اس خواب کی بنا پر وہ ہار اتار کر قادیان میں حضرت ام المومنین کی خدمت میں بھیجدیا -

(۱۳)

(۲) حضرت والد صاحب (سید ستار شاہ صاحب) کی عادت تھی - کہ ہر تین سال کے بعد تین مہینہ کی چھٹی لے کر قادیان آیا کرتے تھے - اور تمام رخصتیں وہیں گذارا کرتے تھے - ہم ان دنوں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں پڑھا کرتے تھے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام کنبہ کو اپنے گھر میں ہی گول کمرہ میں (

) رہائش کا انتظام کیا کرتے تھے اور رخصت کے ختم ہونے پر کنبہ کو حضرت والدہ صاحبہ اور دیگر کنبہ کو جانے نہ دیا کرتے تھے - اور اسقدر محبت و شفقت کا اظہار فرمایا کرتے تھے - کہ ہمیشہ اپنے کھانے سے کھانا بھجوایا کرتے تھے - مجھے یاد ہے - کہ ایک دفعہ دوپہر کے وقت ہم اس مکان میں (جو حرم اوّل کا مکان ہے) کھانا کھا رہے تھے - کھانے میں مرغی کا گوشت تھا - قاضی عبد اللہ صاحب کی ہمشیرہ امۃ الرحمان نے آکر کہدیا - کہ یہ مرغی آپ کو اس لئے بھیجی گئی ہے - کہ اِن میں وہ گھی پڑا ہے جسمیں بلّی نے منہ ڈالا تھا - والدہ صاحبہ طبیعت کی بہت نازک تھیں - خادمہ کو کہا - کہ تم نے ہمیں کیوں ایسا کھانا بھیجدیا ہے خادمہ نے کہیں جا کر ام المومنین یا حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے یہ ذکر کر دیا - کہ امۃ الرحمٰن نے یہ انہیں شبہ ڈالدیا ہے - ہم کھانا ہی کھا رہے تھے - میں نے دیکھا - کہ حضرت مسیح موعود سر سے ننگے پاؤں سے ننگے ہاتھ میں رکابی پکڑی ہوئی دروازہ کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا - والدہ عبد الرزاق کہاں ہیں - میں نے جوابدیا - کہ حضور کھانا کھا رہے ہیں :

فرمایا۔ امۃ الرحمٰن نے غلط بیانی کی ہے۔ اور یونہی شبہ ڈالدیا ہے دیکھو میں بھی انہی کھانے سے کھانا کھا رہا ہوں۔

آپ کو اپنے مہمانوں کے احساسات کا اسقدر گہرا خیال تھا۔ والدین سے آپ کو بہت ہی محبت تھی خصوصاً والدہ صاحبہ کے ساتھ۔ اور آپ نے والدہ صاحبہ کو کبھی بھی پاؤں دبانے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس قدر احترام تھا۔ کہ والدہ صاحبہ کی خاطر قرآن مجید کا درس عورتوں میں جاری کیا۔ اور پہلا درس آپ نے دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفہ اوّل اور مولوی عبدالکریم صاحب کو بلا کر کہا۔ کہ والدہ عبدالرزاق رعیہ سے تشریف لائی ہیں۔ اور مجھے ان کے متعلق بہت ہی خیال رہتا ہے میں چاہتا ہوں۔ کہ اُن کی خاطر عورتوں میں قرآن مجید کا درس جاری کیا جائے۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب نے درس دیتے ہوئے یوں تمہید باندھی۔ اور کہا۔ کہ میں شیخ عبدالستار صاحب کی اہلیہ کو مبارک دیتا ہوں۔ کہ آپ کی خاطر اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تحریک ڈالی ہے۔ اور عورتوں میں درس جاری کرنے کا انہیں سبب بنایا ہے۔ کاش کہ قادیان کی عورتیں اپنے اندر وہ خوبی رکھتیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کے متعلق یہ احساس پیدا ہوتا۔ اور انہیں یہ عزت حاصل ہوتی۔ جو ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کو عزت حاصل ہوئی ہے۔ اسی تمہید کے بعد درس جاری کیا۔ اور آجتک جاری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے والدہ صاحبہ کو ایک دفعہ بلایا۔ اور کہا۔ کہ مجھے آپ کے متعلق ہمیشہ خیال آتا ہے۔ کہ کسی قسم کی آپ کو تکلیف نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب یہاں نہیں ہیں۔ اور میں نے آپ کو اس لئے پیچھے رکھوایا ہے۔ کہ آپ کو قادیان میں رہنے کا اور موقع مل جائے مجھے آپ کے متعلق خاص طور پر خیال رہتا ہے۔ آپ کو جس بات کی ضرورت ہو۔ آپ بے تکلف اس کے متعلق کہیں۔ یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ اور فرمایا۔ کہ آپ کو ہمارے ساتھ تین تعلق ہیں۔ ایک بیعت کا۔ ایک ایمان کا تعلق اور ایک اور بھی تیسرا تعلق ہے۔ مگر اس کے متعلق کبھی تشریح نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ ہمشیرہ کی شادی صاحبزادہ مبارک احمد سے اس تعلق کو قائم کرنے کے لئے کرائی۔ جو تعلق الحمد للہ اب تک قائم ہے

(۱۴)

(۳) میری یہ عادت تھی۔ کہ میں لڑکوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ بلکہ چاہتا تھا۔ کہ مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ پڑھوں۔ اور ہمیشہ انتظار ہی میں رہتا تھا۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر نکلیں تو آپ کی صحبت سے مستفید ہوں۔ ایک دن دس بجے کے قریب مدرسہ احمدیہ (جو اسوقت تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا۔) اُس کے صحن میں کھڑا تھا۔ کہ چھوٹی مسجد سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز آئی میں وہاں پہنچا۔ دیکھتا کیا ہوں۔ ایک شخص امرتسر سے تحقیق کے لئے آیا ہوا ہے۔ اور حضورؑ اس کی خاطر سے تشریف لائے ہیں۔ اور پانچ چھ اور آدمی وہاں جمع ہیں۔ اس نے سوال کیا۔ کہ آپ کی بیعت یا صحبت سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے جوش کی حالت میں تقریر فرمانے لگے۔ دوران تقریر میں بہت ہی گونجتی ہوئی بلند آواز سے فرمایا۔ کہ ایک بچہ جس نے ایک ہفتہ بھی میری صحبت میں گذارا ہے۔ وہ مشرق اور مغرب کے مولویوں کو شکست دے سکتا ہے۔ اور اپنے اندر وہ تاثیر رکھتا ہے۔ جو اُن مولویوں میں نہیں۔ اس پر آپ کی آنکھیں سُرخ تھیں اور حضورؑ میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میری عمر اسوقت سترہ سال کی ہوگی۔ اسوقت اس مجلس میں میرے سوا اور کوئی بچہ نہ تھا۔ اور اسوقت میں نے یہ دعا کی۔ کہ الٰہی حضورؑ کے اس قول کا میں ہی مصداق بنوں۔ اس دعا کرنے کو میں نے اس لئے غنیمت سمجھا کہ میں نے سنا ہوا تھا۔ کہ اولیاء اللہ کی نظر ایک منٹ میں وہ کچھ کر سکتی ہے کہ سینکڑوں سال کی محنت واعمال وہ نہیں کر سکتے۔ اور میرا یہ یقین ہے کہ اسوقت جو مجھے مشرق و مغرب میں تبلیغ کی توفیق ملی۔ اور بڑے سے بڑے عالم اور بڑے سے بڑے وزیر نے میری باتوں کو سنکر میرے ہاتھوں کو چوما ہے۔ وہ محض حضرت مسیح موعودؑ کی اس نظر کی برکت سے تھا۔

(۱۵)

(۴) جن دنوں میں حضرت والدہ صاحبہ قادیان میں تشریف لایا کرتیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہا کرتیں ہم بھی انہیں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام بچے ہم آپس میں ایک ہی کنبہ کی طرح رہا کرتے تھے۔ موسم گرما میں ایک دن میں نے اپنی بڑی ہمشیرہ سے التماس کی۔ کہ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے وقت میں پنکھا کروں۔ جبکہ وہاں کوئی اور نہ ہو۔ جب عورتیں ہوتی ہیں تو اسوقت مجھے شرم آتی ہے۔ اس لئے جس وقت کوئی نہ ہو آپ مجھے خبر دیں۔ ایک دن عصر کے وقت بڑی ہمشیرہ (زینب النساء) آئیں۔ اور مجھے کہا کہ ام المومنین اور باقی عورتیں ماتم میں چلی گئی ہیں۔ یہ اچھا موقعہ ہے جو پنکھا کرو۔ چنانچہ میں گیا۔ اور پیچھے سے جاکر آہستہ آہستہ پنکھا کرنا شروع کیا۔ حضورؑ سر ننگے دری پر بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے۔ حضورؑ کے سر کے بال نہایت ہی باریک اور پنکھا کرنے سے کچھ پریشان ہوگئے تھے۔ ان سیدھے باریک بالوں کو دیکھ کر مجھے آنحضرت صلعم کی پیشگوئی یاد آئی۔ اور میں نے چاہا۔ کہ ان بالوں کو جو پیشگوئی کے مصداق ہیں چوموں۔ بار بار یہ خواہش آتی تھی۔ کہ بوسہ دوں۔ اس خیال میں میں ان بالوں کو دیر تک دیکھتا رہا اور ساتھ ساتھ پنکھا بھی کرتا رہا۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میری طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔ اور مسکرائے ہاتھ سے پکڑ مجھے کہا۔ آپ بیٹھ جائیے۔ میں نے آپکے لئے بہت دعا کی ہے۔ ان دنوں میں میری ٹانگ بہت ہی ٹیڑھی تھی۔ یہاں تک کہ پاؤں زمین سے ½ بالشت اوپر رہا کرتا تھا۔ اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ذریعہ سے جسے پنجابی میں ہیوڑی کہتے ہیں۔ ران کے نیچے رکھکر چلا کرتا تھا۔ ایک انگریز ڈاکٹر سے تین دفعہ اپریشن ہوچکا ہو۔ اور حضرت قبلہ ام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کیلئے لکھا کرتے تھے۔ حضورؑ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ آپ کی ٹانگ کا کیا حال ہے میں نے کہا۔ کہ تین دفعہ اپریشن کرا چکا ہوں۔ معمولی سا فرق ہو۔ حضور دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالےٰ شفا دے۔ فرمانے لگے۔ میں نے بہت دعا کی ہو۔ اللہ تعالےٰ آپ کو شفا دیگا۔ اس کے بعد حضورؑ نے بھائیوں کے حالات پوچھے۔ اور کچھ دیر کے بعد میں چلا آیا۔ دوسرے دن کا واقعہ ہے۔ کہ ہم قادیان کی متصل ڈھاب جو سیلاب کے دنوں میں بھر جاتی ہو۔ نہانے اور تیرنے کیلئے گئے ڈاکٹر فضلدین صاحب سکنہ کھاریاں جو میرے جماعتی تھے اور اب افریقہ میں وٹرنری اسسٹنٹ ہیں وہ بھی تالاب میں میرے ساتھ نہاتے تھے۔ انہوں نے میری اس ہیوڑی کو زور سے پانی پر مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گئی مجھے بڑا غصہ آیا۔ اور میں نے انکو سخت سُست کہنا شروع کیا۔ اور ان دنوں قادیان میں بانس میسر آسکتا تھا نہ چھڑی۔ غالباً یہ ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔ آخر میں دیواروں کو پکڑتے ہوئے زمین پر پاؤں کو ٹیکتے ہوئے بورڈنگ گیا۔ بڑی کوشش کی۔ کہ کوئی چھڑی ملجائے۔ آخر تلاش کرتے ہوئے ایک سرکنڈا مہیا کیا۔ اور اس کے ذریعہ سے پاؤں پر دباؤ ڈالتے ہوئے سکول پہنچا بعض بکہ والوں کو بھی کہا۔ مگر چھڑی مہیا ہوتے ہوتے تقریباً دو تین ہفتے لگ گئے۔ اُن دنوں میں الہ دین فلاسفر صاحب میری ٹانگ پر مالش کیا کرتے تھے۔ ادھر اُن کی مالش سے اور چلنے کی مشق سے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ زمین پر پاؤں لگ گیا ہے۔ اور ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہیں پایا تھا۔ کہ میں نے ایک دن نمایاں فرق پایا۔ جواب بالکل معدوم ہے۔ اور میلوں کا سفر پیدل کرتا ہوں گویا کہ ٹانگ میں کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔ یہ مسیحانہ شفا کا ایک معجزہ ہے۔

(۱۶)

(۵) ایک دن جبکہ ہم حضرت اقدس کے گھر رہا کرتے تھے۔ موسم گرما میں میں اُسی مکان میں تھا جس میں حرم اوّل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رہا کرتی ہیں۔ اتنے میں ہمشیرہ بھاگی ہوئی آئیں۔ اور کہا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو کچھ ہوگیا ہے میں بھاگا گیا۔ دیکھتا کیا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چارپائی پر ٹھنڈے بے حس پڑے ہیں۔ اور اوپر چار پانچ لحاف پڑے ہیں۔ اور عورتیں ہاتھ اور پاؤں دبا رہی ہیں۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل بھی تشریف رکھتے ہیں۔ غالباً آدھ گھنٹہ کے بعد آپ کو ہوش آیا۔ آپ نے بہت ہی کمزور آواز سے فرمایا۔ مجھے ایک منذر وحی ہوئی ہے اس کے الفاظ مجھے یاد نہیں۔ مگر وہ ہیضہ کے پھوٹنے کے متعلق تھے ؎

؎۔ اور حضورؑ نے اس وحی کی بنا پر تمام جماعت احمدیہ کو حکم دیا۔ کہ وہ اپنے گھروں کی صفائی کا انتظام کریں۔ اور پھل وغیرہ نہ کھائیں۔ اس کے ایک ہفتہ بعد ہی یہ وحی پوری ہوئی۔ اور قادیان میں ہیضہ پھوٹا۔ پہلا شخص جو ہیضہ کا شکار ہوا وہ مرزا شیر علی تھا۔ جو مرزا سلطان احمد صاحب کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اور انہی کے گھر میں رہا کرتا تھا۔ میں صحن میں کھڑا تھا۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب کے گھر سے رونے کی آواز آئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ پوچھا کیا ہوا؟ کسی نے کہا شیر علی کو ہیضہ ہوا تھا۔ مرگیا ہے۔ اسکے بعد حضور کمرہ میں تشریف لے گئے۔ یہ شیر علی حضورؑ کا خطرناک دشمن تھا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ یہ شخص حضرت مسیح موعودؑ کے باغ کو جانیکے وقت ہمیں مرزا سلطان احمد صاحب کے باغ سے گذرنے نہیں دیتا تھا۔ اور نہایت فحش گالیاں دیکر اور پتھر مار کر باہر نکال دیا کرتا۔ ایک دن میں اور سید حبیب اللہ شاہ صاحب حضرت اقدسؑ کے باغ میں جانیکا ارادہ کر رہے تھے۔ اتنے میں یہ شخص مرزا سلطان احمد صاحب کے باغ سے نکلا اور وہیں سے گالیاں دینے لگا۔ ہم چھوٹے تھے اپنا سا منہ لے کر آ گئے۔

خاندانِ عرفانی کو صدمہ عظیم
ناصرہ صدیقہ کی وفات!

۱۲ جولائی بروز جمعرات ہمارے خاندان کی ایک نہایت پیاری بچی عزیزہ ناصرہ صدیقہ بنت اخویم شیخ محمد ابراہیم علی صاحب عرفانی بارہ یوم کی شدید علالت اور تکلیف کے بعد جو ٹائیفائیڈ اور سرسام کی شکل میں ظاہر ہوئی ہم سے جُدا ہو کر اپنے مالک حقیقی کے حضور چلی گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کی عمر وفات کے وقت ۱۴ سال کی تھی۔ مگر وہ ذہانت اور معاملہ فہمی میں نہایت پختہ تھی۔ اپنی نیکی اور شرافت کی وجہ سے تمام محلہ میں ہر دلعزیز تھی چونکہ ایک عرصہ تک اپنی والدہ کے ساتھ وہ اپنے والد کی ملازمت کے سلسلہ میں بمبئی میں مقیم رہی۔ اس لئے گجراتی زبان نہایت روانی کے ساتھ بولتی۔ اور پڑھتی تھی۔ اس کی طبیعت میں مردانہ رنگ تھا۔ نہایت جرأت کے ساتھ بات کرتی تھی۔ اپنی ہم عمر لڑکیوں میں اس مردانہ صفت کی وجہ سے ایک ممتاز درجہ رکھتی تھی۔

ان ایام میں وہ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا کرتی تھی۔ وہ سارے خاندان کی نور نظر تھی۔ اور سب کے دلوں کا سرور تھی۔ چنانچہ اس کی بیماری میں اس کی مزاج پرسی کیلئے تاریں بارش کی طرح برستی رہیں۔ اور اُس کے دادا جان تو ہر روز اور بعض دنوں میں دو دو بھی تاریں دیتے رہے۔ یہاں تمام گھر نے اس کی تیمار داری میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔ بوڑھی دادی تو ایک منٹ کے لئے اس کے بستر سے جُدا نہ ہوئی۔ اسکا باپ جو میڈیکل لائین میں پرانا تجربہ کار ہے۔ دن رات اس کی تیمارداری میں مصروف رہا۔ مگر موت کا آہنی ہاتھ ایسا مضبوط پڑ چکا تھا۔ کہ اس سے کوئی تدبیر اور تجویز چھڑا نہ سکی۔ اور بالآخر سارے خاندان کو روتے ہوئے اور اشکبار حالت میں چھوڑ کر پرواز کر گئی۔

اس کی موت نے خاندان کے بچوں پر ایسا شدید اثر ڈالا۔ کہ چار بچوں کو یکے بعد دیگرے غشی ہو گئی اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اور بڑوں کو یہ فکر پڑ گیا۔ کہ کہیں ناصرہ کے ساتھ ہی کوئی دوسرا حادثہ رونما نہ ہو جائے۔ مگر خدا تعالےٰ نے ہمارے حال پر رحم کیا۔ اور اس خطرے کی حالت سے سب کو نکال دیا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

ناصرہ کی بیماری

ناصرہ کو اپنی بیماری سے قبل اپنی موت کا علم ہو چکا تھا۔ اسے متعدد خوابیں اس قسم کی آئیں۔ جن سے اُس نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ وہ اِس دنیا کو چھوڑ رہی ہے۔ دو مرتبہ اس نے اپنے آپ کو کفن میں لپٹے دیکھا۔ ایک مرتبہ کسی نے اُسے خواب میں کہا۔ تم یہ کپڑے جو تم نے بنوا رکھے ہیں۔ خدا کے واسطے دیدو۔ پھر ایک دفعہ کسی نے اس کے کھلونے دیدینے کی تلقین کی۔ ان خوابوں کا اس کی طبیعت پر ایسا اثر پڑا۔ کہ وہ تمام مالوفات سے بیزار ہو گئی۔ اور دل برداشتہ رہنے لگی۔ اس کی طبیعت بولنے اور ہنسنے والی تھی۔ مگر اس کی خاموشی بڑھ گئی۔ اور اکثر کمرے میں لیٹ کر قرآن کریم کی سورتیں حفظ کرتی رہتی۔ ہفتہ عشرہ اس کی یہ کیفیت رہی۔ اور پھر ایک ایسا سر درد شروع ہوا۔ جس کے چند گھنٹے بعد بخار ہو گیا۔ دوسرے دن بخار کچھ کم ہو گیا۔ احتیاطاً اُسے جلاب دیدیا گیا۔ مگر تیسرے دن بخار تیز تر ہو گیا۔ اور اس کا حملہ سب سے پہلے گلے پر ہوا۔ آہ! وہ ایسا شدید حملہ تھا۔ کہ اس کے بعد وہ پھر کبھی بول نہ سکی۔ نہ اپنے درد کی شکایت کر سکی۔ نہ پانی مانگ سکی۔ نہ کھا سکی۔ اضطراب حد سے زیادہ تھا۔ ایک منٹ کے لئے سکون نہ تھا۔ اٹھتی تھی بیٹھتی تھی۔ بھاگتی تھی اور روتی تھی۔ اور مونہہ سے کچھ نہ کہہ سکتی تھی۔ ابتداء میں ہومیوپیتھک علاج ہوتا رہا۔ اور پھر ڈاکٹری۔ بعض یونانی مشورے بھی لئے گئے۔ مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بالآخر وہ گھڑی آن پہنچی۔ جس کا ہم کو خیال نہ تھا۔ جمعرات کی صبح کو اس کی حالت نازک ہو گئی۔ اتفاق سے اس کے معالج صاحب کو لاہور جانا پڑا۔ دوسرے طبیب بھی امرتسر تشریف لے گئے۔ کچھ وقت تو یہ سمجھ نہ آئی۔ کہ کیا کیا جائے۔ آخر حکیم نظام جان صاحب کو بلایا۔ انہوں نے کستوری کی ایک بڑی مقدار مریضہ کو دیکھ کر دی۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسری پڑیہ کستوری کی دی۔ مگر خاطر خواہ اثر نہ ہوا تب میں نے خانصاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کو تکلیف دی۔ جو میرا رقعہ دیکھ کر فوراً تشریف لائے۔ نہایت ہمدردی سے دیکھا۔ اور اس کے حلق وزبان کو صاف کیا۔ دوائی تجویز کی۔ اخویم مکرم ڈاکٹر احسان علی صاحب نے اس کے ٹیکے کئے۔ ان سب امور نے اس کی زندگی کی گھڑیوں کو چند گھنٹوں کے لئے لمبا کر دیا۔ سارا کنبہ اس کے گرد جمع تھا۔ مگر وہ نہ بول سکتی تھی۔ نہ سُن سکتی تھی۔ اور نہ آنکھ اٹھا کر دیکھ سکتی تھی۔ اُسے کچھ معلوم نہ تھا۔ کہ خاندان کے دل پر کیا گذر رہی ہے۔ سارا جسم بے حس و حرکت تھا۔ مگر سانس چلتی تھی۔ اور آخر شام کے چھ بجے کے قریب اس نے خاموشی سے ایک معصوم بچے کی طرح ننھا سا سانس لیا۔ اور اپنی روح اپنے مالک و خالق کے سپرد کر دی۔

ہمدردی کا ثبوت

ناصرہ کی بیماری میں قادیان کی مستورات نے عام طور پر حد درجہ کی ہمدردی کا ثبوت دیا۔ خاص طور پر حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے اس قدر ہمدردی کی۔ گویا کہ ہمارا غم اپنے اوپر لے لیا۔ بھائی جی خود بیمار تھے۔ مگر انہوں نے دن میں کئی کئی مرتبہ خود آ کر تسلی دی۔ اور ان کے گھر کے لوگ دن اور رات ہمارے ساتھ شریک تیمارداری اور شریک غم رہے۔ اسی طرح اہلیہ صاحبہ مولوی رحمت علی صاحب مبلغ اور اہلیہ صاحبہ ملک حسن محمد صاحب نے خاص طور پر ہمدردی میں حصہ لیا۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہر قسم کے مکروہات اور صدموں سے محفوظ رکھے آمین۔

ڈاکٹر صاحبان کا شکریہ

مرحومہ کی بیماری میں ڈاکٹر شاہ عالم صاحب ہومیو۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب، محترمی مفتی فضل الرحمٰن صاحب اخویم ڈاکٹر احسان علی صاحب، مخدومی ڈاکٹر خانصاحب محمد عبد اللہ خان صاحب آف کوئٹہ میرے اور میرے خاندان کے قلبی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ہر قسم کی خدمت اور طبی امداد نہایت محبت اور توجہ سے ہم کو پہنچائی۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے آمین ثم آمین۔

مرحومہ کی وفات کے بعد

مرحومہ کی وفات کے بعد سب سے پہلے جس چیز نے ہمارے زخمی قلب پر مرہم رکھی۔ وہ حضرت ام طاہر حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی فوری تشریف آوری تھی۔ آپ نے ہمارے غم کو بانٹ لیا۔ اور دیر تک خاندان کی دلداری فرمائی۔ اور اندھیرا ہو جانے پر حضرت والدہ صاحبہ کے اصرار پر واپس تشریف لے گئیں۔

صبح کو فوراً ناشتہ تیار کرا کے بھیجا۔ اسی طرح حضرت اقدس کی حرم اوّل حضرت ام ناصر صاحبہ نے ہمدردی کا پیغام بھیجا۔ خاندان نبوت کی اس

ہمدردی نے ہمارے قلب میں جو جذبات اس وقت پیدا کئے انکو ہماری قلم بیان نہیں کر سکتی - یہ محبت یہ ہمدردی اور یہ سوزشِ قلب جسکا مظاہرہ خاندان نبوت سے اکثر ہوتا ہے وہ زخمی قلوب کے لئے مرہم اور سارے دکھوں کا علاج ہو جاتا ہے - اللہ ان کی عمروں میں اور اقبال میں برکت دے آمین -

اس کے علاوہ جناب خانصاحب مولوی فرزند علی خانصاحب، جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے ناظروں میں سے تشریف لا کر ہمدردی فرمائی -

جناب حضرت میر محمد اسحاق ناظر ضیافت نے ہر قسم کی مدد بہم پہنچائی - اور زبانی ہمدردی کا اظہار فرمایا - دارالشیوخ کے لڑکوں اور سپرنٹنڈنٹ مولوی محمد شاہزادہ صاحب کو بھجوایا - کہ وہ ہمارے ہر کام میں مدد دیں -

ان کے علاوہ عوام افراد جماعت نے ہر طرح ہم سے ہمدردی کی - اخویم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل ناظم قضاء اور جنرل پریزیڈنٹ رات کے ساڑھے گیارہ بجے تک ہمارے ساتھ رہے - جبتک کہ ہم نے مرحومہ کو سپرد خاک نہیں کر دیا - اسی طرح خان بہادر غلام خانصاحب بھی باوجود اپنے بڑھاپے کے دفن تک ساتھ رہے اور محلے کے کئی لوگ بھی - اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین -

میں اس ذکر کو نامکمل سمجھونگا - اگر میں اس امر کا ذکر نہ کروں کہ حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب قبلہ نے سکندر آباد سے اپنے تمام خاندان کی طرف سے تعزیت کا تار بھیجا - اور حضرت نواب محمد علیخاں صاحب نے بذریعہ خط ہمارے خاندان سے ہمدردی فرمائی جزاہم اللہ احسن الجزاء -

قادیان کے ہندو صاحبان کا شکریہ

قادیان کے ہندو احباب ہمارے خاندان کی خوشی اور غمی میں ہمیشہ شریک رہے ہیں - چنانچہ ایک بڑا وفد اس موقعہ پر بھی ہمارے پاس تشریف لایا - اور تقریباً نصف گھنٹہ بیٹھ کر ہم کو تسلی دیتا رہا - ان کے علاوہ فرداً فرداً بھی بعض دوستوں نے تعزیت کا حق ادا کیا -

میں اور میرا خاندان ان سب احباب اور بزرگوں کا شکرگزار ہے - اور ان تمام خواتین کا جنہوں نے ہمارے ساتھ ہمدردی کی - ہم ان سب کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں - کہ اللہ تعالےٰ ان کے خاندانوں پر اپنا فضل و کرم رکھے اور ان کو ہر قسم کے صدمات سے محفوظ رکھے -

ناصرہ مرحومہ بچوں کے قبرستان میں رات کے ۱۱ بجے دفن کر دی گئی -

انا للہ وانا الیہ راجعون

"محمود احمد عرفانی"

یاد رفتگان

خانصاحب فقیر محمد خان مرحوم مغفور

(قسط سوم)

حرم میں سورۃ بقرہ کی تفسیر کی تلاوت

خانصاحب حج کو جاتے ہوئے مجھ سے والد صاحب کی تفسیر سورہ بقرہ لے گئے - مجھے آپ نے مکہ سے ایک خط لکھا جس میں سفر حجاز کا تذکرہ تھا - افسوس وہ خط میرے اس سامان میں پڑا ہے - جو مصر میں پڑا ہوا ہے اس میں انہوں نے لکھا - کہ میں نے اس تفسیر کو مکہ میں اور حرم میں بیٹھ کر پڑھا - اور بے اختیار عرفانی صاحب کے لئے دعائیں نکلیں -

دنیاوی لہو و لعب سے تنفر

خانصاحب کی طبیعت احمدیت قبول کر لینے کے بعد ہر قسم کی مجالس اور لہو و لعب سے متنفر ہو گئی تھی - مصر میں جتنا عرصہ رہے - نہ کسی تھئیٹر - نہ کسی سنیما یا اس قسم کی کسی مجلس میں وہ ایک دفعہ بھی نہیں گئے - اور نہ ہی ان کو احمدیوں کے سوا کسی مجلس میں مزا محسوس ہوتا تھا -

اب تو جو کماتا ہے خدا کے راستے میں خرچ کرتا ہے

ایک دفعہ مجھے کہنے لگے - کہ میں نے بہت کمایا اور بہت خرچ کیا - کوئی خواہش اب باقی نہیں رہی - اب دل میں یہی ہے - کہ جو کچھ ملے خدا کے راستے میں ہی خرچ ہو -

"الحکم" کی امداد

۱۹۳۴ء میں جب "الحکم" نکلا - اور ان کو "الحکم" کا پرچہ بھیجا - تو انہوں نے بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا - اور لکھا - کہ اگرچہ "الفضل" ہمارے لئے بہت کچھ سامان روح مہیا کر دیتا ہے - مگر تشنگی بجھتی نہیں بہت اچھا ہوا - "الحکم" نکل آیا - اب مزید غذائے روح کا انتظام ہو جائیگا - اور تین سو روپیہ کی گرانقدر رقم "الحکم" کی اعانت کے لئے عطا فرمائی - اور اس کے اظہار کو پسند نہ فرمایا -

مردان میں ان سے میری ملاقات

مجھے وہ اکثر کہا کرتے تھے - کہ تم مجھے میرے وطن میں آکر ملنا - چنانچہ میں مردان گیا - میں میاں محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ مردان کے مکان پر چلا گیا - خانصاحب دورے پر تھے - ان کو دورے میں اطلاع ملی - تو فوراً واپس آگئے - آتے ہی آدمی پر آدمی آنے لگا کہ خانصاحب کہتے ہیں کہ میرا مہمان مجھے دیدو - چنانچہ میں جب ان کی کوٹھی پر گیا - سب سے پہلے سٹیشن تک وہ مجھے ملے - نہایت محبت اور گرمجوشی سے بغلگیر ہوئے - توڑے - جوڑے - تڑے موڑے معلوم نہیں کیا کچھ کہ گئے -

اتنے میں خانصاحب اندر سے نکل آئے - بے اختیار لپٹ گئے - اور اس محبت سے ملے - کہ گویا عید کا چاند نظر آگیا - رات کو مردان کے تمام بڑے بڑے افسر شہر کے ریسٹ ہاؤس میں بلوائے - اور میرے اعزاز میں جلسہ کیا - ان سب سے میرا انٹروڈیوس کرایا - اور نہایت فراخدلی سے روپیہ خرچ کیا - مجھے اُن کی یہ یاد برسوں آتی رہے گی - اور میں ان کے احسانوں کو زندگی بھر بھول نہ سکونگا -

حضرت صاحب کیلئے گڑ لائے

۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۷ء کے سالانہ جلسوں میں خانصاحب قادیان آئے - پہلی دفعہ میرے مکان پر قیام کیا - اپنے ساتھ ایک بوری مردان سے گڑ کی لائے - جسمیں اخروٹ - کشمکش - پستہ اور بادام پڑے ہوئے تھے - کہنے لگے - کہ "الحکم" میں میں نے پڑھا تھا - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گڑ کو پسند فرماتے تھے - اس لئے میں یہ بوری بنوا کر لایا ہوں - کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے پیش کروں - اگر حضور علیہ السلام زندہ ہوتے - تو ان کو پیش کرتا اب وہ نہیں تو ان کو پیش کرتا ہوں - یہ بھی حسن و احسان میں اس کی نظیر ہیں - اس گڑ میں سے کچھ مجھے اور کچھ اور دوستوں کو دیا - اور باقی نصف بوری سے کچھ زائد حضور کو بھجوا دیا - اور اس روایت کا تذکرہ لکھ کر بھیجدیا - حضور نے باوجود جلسہ کی مصروفیات کے اپنے ہاتھ سے اس گڑ کا شکریہ لکھ کر بھیجا - گڑ کا شکریہ کیا آیا - خانصاحب فقیر محمد خان صاحب اس شکرگذاری پر فدا ہو گئے - بار بار اس کا تذکرہ کرنے اور ہر آنے والے کو خط دکھا کر اپنے جذبات محبت کا ذکر فرماتے - کہ اس حقیر سی چیز پر یہ اظہار شکر گذاری -

۱۹۳۵ء میں پھر آئے - مگر انتظام جلسہ کے ماتحت باہر ٹھہرے - لیکن مجھے ملنے کیلئے دو تین دفعہ دیکھتے ہی لپٹ گئے اور نہایت شدید گرمجوشی سے معانقہ کیا - اس سال بھی گڑ لائے اور مجھے میرا حصہ بھجوایا -

قادیان میں رہنے کا شوق

قادیان میں مکان بنانے کے لئے میں نے اُن کو تحریک کی۔ اُس دن آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سے دارالانوار میں زمین لینے کی خواہش ظاہر کی۔ آنریبل موصوف نے اپنی ملوکہ زمین میں سے کچھ حصہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ وہاں سے آکر دوسرے دن مجھے بلکہ مبارکباد دی۔ کہ زمین تو مجھ کو مل گئی ہے۔ اب مکان بنوائیں گے۔ مگر افسوس اُن کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔

سلسلہ کے کاموں میں حصّہ

سلسلہ کی تحریکوں میں بڑی خوشی سے حصّہ لیتے تھے چنانچہ لاؤڈ سپیکر کی قیمت بھی انہوں نے ہی ادا کی۔ قرضہ کی تحریک اور دیگر تحریکوں میں بھی وہ حصّہ لیا کرتے تھے۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ بعض تحریکوں میں ناظر صاحب بیت المال نے مجھے بھی ثواب دلوایا۔

الغرض

خانصاحب نہایت خوبیوں کی کان تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کی تربت پر فضل و کرم کی بارشیں نازل فرمائے۔ اور ان کو اپنے خاص بندوں میں شامل فرمائے۔

خانصاحب کی یاد میں الحکم کا ایک پرچہ

خانصاحب کو جو محبت مجھ سے اور الحکم سے تھی۔ اس کا تقاضا ہے۔ کہ میں الحکم کا ایک پرچہ کسی نیک اور صحابی بزرگ کے نام مفت جاری کروں۔ جو مجھے یہ یقین دلائیں۔ کہ وہ خانصاحب مرحوم و مغفور کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہیں گے۔

یہ پرچہ خانصاحب کے نام پر جب تک "الحکم" جاری رہے۔ مفت جاری رہے گا۔ اللہ تعالےٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔

خانصاحب کے خاندان سے ہمدردی

میں "الحکم" کے ذریعہ پھر ایک دفعہ آپ کی بیگم صاحبہ اور آپ کی صاحبزادی اور بھائیوں سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اُن کو اب ہر قسم کی مکروہات سے محفوظ رکھے آمین۔ "محمود احمد عرفانی"

نہایت مسرت افزا خبریں!

۱۔ حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مولوی فاضل نے لنڈن سے آکسفورڈ یونیورسٹی کی بی اے۔ آنرز کا امتحان پاس فرمالیا ہے۔ اور اب آپ دو تین ماہ کیلئے مصر تشریف لے آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور خیر و عافیت سے وطن میں لائے۔ اور آپ کے وجود باجود کو دنیا کے لئے باعث نور و ہدایت بنائے۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مولوی فاضل بی۔ اے جو قاہرہ میں بیمار ہوگئے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھے ہیں۔ آپ کی علالت نے وابستگان دامن خلافت کے قلوب کو سخت اضطراب میں ڈالدیا تھا۔ الحمد للہ اب آپ کو شفاء کامل ہے۔

ان دونوں مسرت انگیز خبروں پر میں صدق دل سے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خادم محمود احمد عرفانی

کوائف لدھیانہ

احمدیان لدھیانہ اغیار کے نرغے میں

(ہمارے ایک نامہ نگار کے قلم سے)

"دارالبیعت" جو کہ تاریخ سلسلہ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ تیا محلہ کوچہ نمبر ۱ میں واقع ہے۔ تمام دوست شہر کے دوسرے حصّوں میں دُور دُور رہتے ہیں۔ دارالبیعت کے قریب ۲۰ سال کی عمر کے ایک صالح نوجوان مسمی خواجہ بختیار احمد صاحب ہی رہتے ہیں۔ جو ایک ہونہار نوجوان ہیں جن کے چہرے پر رشد و سعادت کے آثار نمایاں ہیں۔ بچپن ہی میں اُن کے والد صاحب کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ انہیں اور اُن کی والدہ محترمہ کے دل میں خدمتِ دین کی ایک لگن ہے۔ جو زائرین اس مقدس مقام اور شعائر اللہ کو دیکھنے کیلئے جاتے۔ اور بعض وہاں شب باش ہوتے ہیں۔ اُن کی ہر طرح خدمت اور تواضع کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں ہر اتوار کو انصار اللہ کے جلسے جو باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اور خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں جو کبھی کبھار ہوتے ہیں۔ احمدی شریک ہوتے ہیں۔

دارالبیعت میں درس قرآن کریم

حضرت مرزا احمد بیگ صاحب انسپکٹر انکم ٹیکس کا تبادلہ جب دہلی سے لدھیانہ ہوگیا۔ تو آپ نے بعد نماز مغرب دارالبیعت میں درس قرآن جاری کردیا۔ عرفانِ الٰہی کی بارش سے مستفید ہونے کے لئے احمدیوں کا رجحان اسطرف ہو گیا۔ وہ درس میں شریک ہونے لگے۔ ۲۵۔ ۳۰ تک کی حاضری ہونے لگی۔

دارالبیعت پر اینٹیں

یہ درس دارالبیعت کی چار دیواری کے اندر ہوتا تھا۔ محلہ کے شرارت پسند طبقہ نے یہ دیکھ کر وسط مئی کے دنوں میں جبکہ درس ہو رہا تھا ایک اینٹ پھینکی۔ یہ خیال کرکے کہ یہ کسی نادان بچے کی حرکت ہے۔ سب آدمی خاموش رہے۔ دوسرے دن پھر اینٹیں آئیں اور ایک اینٹ ایک احمدی بزرگ کے سر پر لگی۔ جس کی خبر ایک مقامی اخبار "رنجیت" میں شائع کردی گئی جس سے دس بارہ روز کے لئے سکون ہوگیا۔ لیکن شرارت پسند عنصر احمدیوں کو دکھ دینے کے لئے اندر ہی اندر منصوبے کرتا رہا۔

احمدیوں کی دلآزاری

۲۹ر مئی ۱۹۳۸ء کو دن کے وقت اس شرارت پسند طبقہ نے احمدیہ دارالبیعت کے مدمقابل سامنے والے مکان کی دیوار پر جس میں غلام محی الدین صاحب خلف ماسٹر نتھو صاحب رہتے ہیں دلآزار کلمات لکھے۔ جب محترم غلام محی الدین صاحب نے دیکھا۔ تو اُن کی غیرتِ شرافت اور انسانیت جوش میں آئی۔ اور اُن کو خوب ڈانٹ پھٹکار کر وہ کلمات انہیں کے ہاتھوں سے مٹوائے۔ اور معاملہ رفع دفع کردیا۔

دارالبیعت پر پھر اینٹوں کی بارش

جب شرارت پسند لوگوں سے اُن کے ہاتھ کے تحریر کردہ دل آزار کلمات انہیں کے ہاتھ سے مٹوا دیئے گئے۔ تو انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس اس طرح نکالی۔ کہ اسی رات کو جبکہ احمدی عشاء کی نماز میں اپنے مولا کے آگے سربسجود تھے اینٹیں پھینکی گئیں جس میں سے ایک اینٹ ایک احمدی کے جبکہ وہ خدا کے آگے سجدہ میں تھا کمر پر لگی۔

دارالبیعت کے کتبے اور بورڈ

دارالبیعت کے باہر سڑک پر دو بورڈ سیمنٹ کے دیوار پر بنے ہوئے تھے۔ ایک چھوٹا ہے اور ایک بڑا ہے جسمیں استاد زمانہ منشی محمد قاسم مرحوم خوشنویس نے لفظ دارالبیعت اور سنہ بیعت لکھا ہوا تھا۔ اور چھوٹے بورڈ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام تھا۔ مرور زمانہ سے معدوم ہوگیا تھا۔ پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ لدھیانہ سے اجازت حاصل کرکے اُسے از سرنو پینٹ کردیا گیا۔ جس میں عزیز بختیار احمد صاحب (جنپر خدا بڑی بڑی برکتیں اور انعام و افضال نازل کرے۔) کی محنت اور جانکاہی قابل داد ہے۔ اس برسات کی ناقابل برداشت دھوپ میں جس کے متعلق ایک شاعر نے کہا ہے ؎

اللہ نہ کرے آئے حلیم ایسا غضب میں
جسطرح کہ برسات میں پڑتی ہے کڑی دھوپ

اس سعید اور پاک روح نے خدمت دین و سلسلہ کے جذبہ اور دلولہ نے ساری دھوپ سر پر گذار کر بورڈوں کو پینٹ کرایا۔

بڑے بورڈ (جو بہت اونچا ہے) کی عبارت یہ ہے۔

> **دارالبیعت**
> حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام
> نے
> ۱۸۸۹ء میں یہاں پر بحکم الٰہی بیعت شروع فرمائی

دوسرا چھوٹا بورڈ جو قدرے نیچا تھا۔ اس کی عبارت یہ تھی

> این قطرہ رسا کہ خلق خدا دہم — یک قطرہ ز بحر کمال محمد است
> کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم
> دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔
> اگر خواہی نجات از مستی نفس — بیا در ذیل مستان محمد ؐ

مخالفت کا طوفان بے تمیزی

بورڈوں کا لکھنا تھا، کہ مخالفت زور شور سے شروع ہو گئی۔ شرارت پسند اور مفسد پرداز عنصر نے اوباش لڑکوں کو اکٹھا کر کے مغرب سے عشا تک (جبکہ ہمارا درس قرآن وغیرہ ہوتا ہے) شور و غوغا بپا کر دیا۔ جس سے ہمیں درس سننا اور نماز پڑھنا مشکل ہو گیا۔ ہم میں سے ایک شخص نے منع کیا۔ کہ خدا کیلئے اس شور و غوغا کو بند کر دو۔ اور ہمیں نماز پڑھ لینے دو۔ اتنا کہ دینے پر اُن کا جنون اور تیز ہو گیا۔ دار البیعت کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک دوڑ لگانا۔ نعرے لگانا۔ گانا۔ تالیاں بجانا۔ چٹکار ناوغیرہ شروع کر دیا۔

بورڈوں کا مٹانا

بمشکل نماز ختم کر کے جب ہم باہر نکلے۔ تو دیکھا۔ کہ بورڈوں پر جن پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی بھی لکھا تھا۔ آہ! اس نام مبارک (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نالی کی گندی اور غلیظ مٹی اور گوبر مل دیا گیا تھا۔ ہم اسوقت ۲۰۔۲۵ احمدی تھے۔ بعد نماز اس کے انسداد کے لئے پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ لودھیانہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اباشوں کے خلاف نفرت اور حقارت کا ریزولیشن

جہاں فوری جلسہ کر کے متفقہ طور پر ریزولیشن پاس کر کے پولیس اور مقامی اخبارات کو بھیجا گیا۔ جس کا لب لباب یہ تھا۔ کہ ہماری حفاظت کی جائے۔ اور ان شرارت پسند طبقہ کی اس نازیبا حرکات کو روکا جائے۔ اس کی نقول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور اخبار الفضل کو بھی بھیجی گئی۔

سیرۃ النبیؐ کے جلسہ کا ڈھونگ

مخالفت دمبدم بڑھتی گئی۔ آخر ماہ جون میں شہر میں یہ ڈھنڈورا پٹوایا گیا۔ کہ بعد نماز عشاء نئے محلے میں دار البیعت کے سامنے قاضی فضل احمد صاحب سیرۃ النبی پر تقریر فرمائیں گے۔

بعد نماز عشاء اس غنڈوں کے اکھاڑے میں سیرۃ النبیؐ کے جلسے کا افتتاح ایک پنجابی نظم سے کیا گیا جس میں ہمارے پیشوا اور آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ناپاک حملے کئے گئے تھے جو مغلظات اور عفونت سے پر تھی جس کے ایک مصرع میں اس امر کا فخریہ اعلان کیا گیا تھا کہ مجھے جو گندے سے گندے الفاظ مل سکے ہیں۔ وہ استعمال کئے ہیں۔ اس کے بعد قاضی صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ جس میں سیرۃ النبیؐ پر ایک لفظ بھی نہیں بولا گیا۔ اوّل سے آخر تک سلسلہ احمدیہ کے خلاف گوہر افشانی کی گئی تھی۔ گو میرا وطن بریلی ہے۔ وہاں کی پھکڑ بازی سے میرے کان آشنا تھے۔ اور میں سمجھتا تھا۔ کہ شائد ہی اس قماش کے لوگ دنیا میں رہتے ہونگے۔ لیکن قاضی صاحب نے میرے اس خیال کو باطل کر دیا۔ اور وہ ان سب سے بازی لے گئے۔ بلکہ ثابت کر دیا۔ کہ میرے مقابلہ پر وہ ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ ہیں۔

میری غیرت مانع ہے۔ کہ میں بتاؤں کہ قاضی صاحب نے کیا کیا بکواس کی۔ اور کون کون سے فحاشات اور مغلظات استعمال کئے۔ یوں سمجھیئے کہ ایک جوکر تھا۔ جو سٹیج پر کھڑا ہوا باریش تھرک تھرک کر اپنے پارٹ کو ادا کر رہا تھا۔ بخدا میرے کان ایسے گندے الفاظ سے بالکل ناآشنا تھے۔ ہمارے پیشوا کے خلاف گندی گالیاں اور بے سروپا اتہامات نے رگوں میں ایک خون دوڑا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور نظام کا احترام نہ ہوتا۔ تو مڈبھیڑ اور کشت و خون تک نوبت پہنچ جاتی۔ آخر میں قاضی صاحب نے عوام کو جوش دلا کر بھڑکایا۔ اور دار البیعت کی طرف اشارہ کر کے اشتعال دلایا۔ کہ یہ مکان ایک شوشہ ہے اس کو مٹا دینا ہی اچھا ہے وغیرہ وغیرہ الفاظ پر سیرۃ النبیؐ کے جلسہ کا ڈھونگ ختم ہوا۔

اشتعال انگیز تقریر کا عوام پر اثر

اس اشتعال انگیز تقریر کا اثر عوام پر یہ ہوا۔ کہ ہمارا چلنا پھرنا دوبھر ہو گیا۔ راستے میں آموں کی گٹھلیاں بکڑی گئے ٹکڑے مارنا ثواب دارین سمجھا جاتا ہے پھبتیاں اور آوازے کسنا موجب نجات۔ اس کے علاوہ طرح طرح کے منصوبے کئے جا رہے ہیں۔

ہم محلہ کے متانت پسند اور سنجیدہ طبقہ سے اور شرفاء محلہ سے التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ ان اباشوں کی نکیل اپنے ہاتھ میں رکھیں اور ان کو ان حرکات قبیحہ سے باز رکھیں۔

ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ دار البیعت ہمارا مقدس مقام اور شعائر اللہ میں سے ہے۔ جہاں کہ ہمارے آقا و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کا اعلان کیا۔ اور بیعت شروع فرمائی یہی وہ مقام ہے جہاں حضور علیہ السلام نے فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام جیسی عظیم الشان کتب شائع فرمائیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں یہ ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اور آنے والے زمانہ میں ایک دن اس پر شاندار عمارت ہوگی۔ اور دنیا کے ہر گوشہ کے آنیوالے لوگ یقیناً اس مقام پر آنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

(نامہ نگار)

(۴)

گذشتہ صدی میں اور آج تک مصر میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے جس قدر تفتیش ہوئی ہے۔ اُس سے قدیمی مصریوں کی زندگی کے متعلق بہت سی دلچسپ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اور ہمیں یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے۔ کہ یسوع مسیح سے کئی صدیاں پیشتر مصری ایک نہایت اعلےٰ تہذیب کے مالک ہو چکے تھے۔

یہ معلومات شروع میں اہرام مصر سے حاصل ہوئیں۔ جو فراعنہ مصر کے بڑے بڑے مقبرے ہیں۔ اور جو آج تک اُن تمام لوگوں کے لئے باعث تعجب و حیرت ہیں۔ جنہوں نے فن تعمیر کے ان بہترین نمونوں کو قریب سے دیکھا ہے ہمیں بہت سی باتوں کا علم پرانے قلمی نسخوں سے بھی حاصل ہوا ہے جنہیں "پیپیرس" کہتے ہیں۔ ان میں قدیمی باشندوں کی بود و باش کے متعلق بہت سی تفصیلات مندرج ہیں۔ اور وہ قلمی تصانیف جن میں ادویات اور نسخوں کا ذکر ہے خاص طور پر دلچسپ ہیں۔

سب سے پرانی قلمی تصنیف جن میں طبی مسائل پر بحث ہے ۱۸۸۹ء میں کاھون کے مقام پر "اہرام علامیون" کے قریب اُس شہر کے کھنڈرات کے درمیان جو غالباً اہرام مذکور کے تعمیر کنندگان سے آباد تھا۔ دستیاب ہوئی تھی۔ اس قلمی تصنیف میں جو ۱۸۵۰ ق م کے زمانہ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ چند نسخے مذکور ہیں۔ جن میں مصالحہ، کھجوروں، پیاز، شراب، دودھ، تیل اور شہد کا ذکر آتا ہے

سب سے دلچسپ قلمی تصنیف بلاشبہ "ایبرس پیپیرس" ہے۔ جو ۱۵۰۰ ق م کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں ایسے نسخوں کا بھی ذکر ہے۔ جن میں سے اکثر کا علم اس سے بہت پہلے بھی لوگوں کو تھا۔ اس کتاب میں تقریباً سات سو مفرد ادویات کا ذکر ہے۔ ہمیں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصری ان نسخوں کو نہایت احتیاط سے تیار کرتے تھے۔

اہل مصر کے عہد کے بعد مفرد ادویات کی تعداد میں بہت اضافہ ہو چکا ہے لیکن ۱۶۳۰ء کے قریب **سنکونا کی چھال** کی تحیر خیز ادویاتی خوبیوں کا پتہ چلا۔ اور معلوم ہوا۔ کہ یہ **ملیریا** کے مریض کو معجزانہ طور پر شفا دے سکتی ہے۔ حالانکہ یہ وہ مرض ہے کہ اس کے تدارک میں انسان معہ اہل مصر کے بالکل عاجز تھا۔ بعد ازاں گذشتہ صدی کے دوران میں سنکونا کی چھال سے ایک دوائی تیار کی گئی جسکا نام **کونین** ہے۔ یہ دوائی بہت جلد منطقہ حارہ کے ممالک میں ناگزیر ثابت ہوئی۔ کونین ادویات میں آج بھی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ خاصکر اس وقت جبکہ **لیگ آف نیشنز کے ملیریا کمیشن** نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ **موسمی بخار کے علاج کیلئے کونین ۱۵ سے ۲۰ گرین روزانہ پانچ سات** دن تک استعمال کرنی چاہیئے۔ دوبارہ حملہ ہونے کی صورت میں یہ علاج دہرانا چاہیئے کمیشن نے یہ بھی سفارش کی ہے۔ کہ حفظ ماتقدم کے طور پر ملیریا کے موسم میں چھ گرین کونین روزانہ استعمال کرنی چاہیئے

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر اخبار الحکم "تراب منزل" قادیان سے شائع ہوا۔